اہم دینی اور ملکی مسائل پر

مدیر "ترجمان الحدیث" سے انٹرویو

(نمائندہ "مشرق" جناب ریاض بٹالوی کے قلم سے)

چند روز پیشتر ملک کے ممتاز اخبار روزنامہ مشرق نے مدیر اعلیٰ ترجمان الحدیث سے ملکی مسائل پر ایک انٹرویو لیا ——— ہم روزنامہ مشرق کے شکریہ کے ساتھ اسے قارئین کے لیے ترجمان الحدیث میں نقل کر رہے ہیں ——— (ادارہ)

سوال

علمائے کرام کے بارے میں عام اثر یہ ہے کہ ان کے باہمی اختلاف کی وجہ سے نئی نسل اسلام سے دور ہٹ رہی ہے۔ اور نوجوان طبقہ یہ محسوس کرنے لگا ہے کہ اسلام خدانخواستہ تفرقہ بازی کا شکار ہو گیا ہے۔ کیا آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ علماء حق کے سیاسی اور مذہبی اختلافات سے دین کو نقصان پہنچ رہا ہے؟

جواب

یہ درست ہے کہ علماء کرام کے مختلف طبقوں کے درمیان اختلافات سے دین کو نقصان پہنچا ہے اور یہ بھی درست ہے کہ ان کے ایسے اختلافات جو بحث و تمحیص اور مناظرے کی حدود سے نکل کر مجادلے اور مقاتلے کی حدوں کو چھونے لگیں۔ ان سے نئی نسل کے اصل دین سے برگشتہ ہونے کا امکان ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ علماء کرام میں علمی اور عقلی اختلافات کا وجود ہی اسلام کے لیے نقصان دہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ علمی اختلاف دین کے کسی بھی مسلک کے لیے مفید ثابت ہوتے ہیں اور ان سے ———

ایک طالب حقیقت کے لیے نئی راہیں کھلتی ہیں۔ دراصل جدیدیت پسند لوگوں نے علماء کے اختلافات کو دین سے فرار کا بہانہ بنایا ہے چونکہ وہ دین کے حدود و قیود اور پابندیوں سے بھاگنا چاہتے ہیں۔ اس لیے علماء کے تفرقہ کو اپنی بدنیتی کا جواز بناتے ہیں۔ اور وہی اس مسئلہ کو اچھال رہے ہیں۔

باقی رہی یہ بات کہ علماء کرام کے باہمی اختلافات سے اسلام تفرقہ بازی کا شکار نظر آتا ہے تو میں کہوں گا کہ جب اختلافات معقولیت کی حد سے گزر کر شخصی و ذاتی بن جائیں تو ایسا محسوس ہونا لازمی امر ہے خاص طور پر ایسے زمانے میں جب کہ الحاد اور کفر کی قوتیں ہمارے نظر و قلب پر یلغار کر رہی ہیں اور نوجوان پود بہت تیزی سے گمراہی کا شکار ہو رہی ہے۔ ان حالات میں علماء کرام پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے فروعی اور غیر ضروری اختلافات کی بساط کو لپیٹ کر متفقہ مسائل پر زور دیں اور اس خطرے کا مقابلہ کریں جو آج قوم کے سر پر منڈلا رہا ہے۔

سوال

علماء کرام کے بعض انتہا پسند گروہ اپنے مذہبی افکار اور مکتبہ خیال کی بنیاد پر ایک دوسرے پر کفر کا الزام عائد کر رہے ہیں۔ کیا محض عقائد میں اختلافات کی بنیاد پر کسی مسلمان کو کافر قرار دینا درست ہے؟

جواب

جہاں تک اختلاف مکاتب کا تعلق ہے۔ اس بارہ میں میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ اس کی بنیاد پر کسی دوسرے مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے مسلمان کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔ میرے نزدیک افکار و خیالات میں اختلاف کے مسئلہ کو دور کرنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ ایک دوسرے کو اپنے حق میں قائل کرنے کی کوشش کی جائے فروعی مسائل اور ذاتی اختلافات کی بنیاد پر کسی مسلمان کو کافر قرار دینے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا ہے۔

سوال

ایک شخص کلمہ گو ہے مگر کہتا ہے کہ میں سوشلزم کے صرف سیاسی اور اقتصادی نظریات پر یقین رکھتا ہوں کیا اس بنا پر اسے کافر قرار دینا درست ہوگا اور اس کے شرعی دلائل کیا ہیں؟

جواب

اس بارے میں میرا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ سوشلزم صرف اقتصادی اور سیاسی نظام ہی نہیں۔ بلکہ ایک باقاعدہ نظام زندگی ہے۔ اس لیے جب ہم سوشلزم پر گفتگو کرتے ہیں تو اس کو صرف سیاسی اور اقتصادی

نظام ہی نہیں سمجھتے بلکہ مذہب کے بارے میں اس کے نظریات اور تصورات بھی ہمارے سامنے ہوتے ہیں ایک مسلمان کے ایمان کی بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ اسلام کو کامل و مکمل ضابطہ حیات اور آخری دین سمجھے اور اس بات پر یقین رکھے کہ دین اسلام کے بعد کسی اور ضابطہ حیات کی ضرورت باقی نہیں رہتی اس لیے جب کوئی مسلمان اسلام کے علاوہ کسی سوشلزم کے اقتصادی اور سیاسی نظریے پر یقین لے آتا ہے تو گویا اپنے اس فعل سے وہ دین اسلام کی کاملیت سے انکار کرتا ہے اور دین اسلام کی کاملیت سے انکار کفر ہے۔ اسی طرح جیسے کسی دوسرے مذہب کو اختیار کرنے والا مسلمان مسلمان نہیں رہتا۔

سوال

کیا سوشلزم کی اصطلاح کو اسلامی مساوات سے تعبیر کرنا درست ہے؟

جواب

میں آپ کے پہلے سوال میں یہ کہہ چکا ہوں کہ سوشلزم ایک الگ نظام زندگی ہے اور اس نظام کی بنیادی ہی اسلامی نظریات و تصورات کی منافی تعلیمات پر رکھی گئی ہے۔ اس لیے ایسے نظام کو اسلامی مساوات سے تعبیر کرنا سخت زیادتی ہے۔ سوشلزم کو اسلامی مساوات کا نام دینے والوں سے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سوشلزم کا نظریہ ایجاد کرنے والوں نے کیا اس فلسفے کی بنیاد اسلامی مساوات پر رکھی تھی؟ کیا لینن جس نے سائنٹفک سوشلزم کا تصور پیش کیا تھا۔ اس کے پیش نظر اس سے مراد مساوات محمدیؐ تھی۔ میرا خیال ہے کہ سوشلزم کو مشرف با اسلامؐ کرنے والوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ سوشلزم کو مساوات محمدیؐ سے تعبیر کرنے والے اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے نعرے کو غلط معنی پہنا رہے ہیں لیکن وہ رائے کے احتساب سے بچنے کے لیے ایسا کر رہے ہیں۔

سوال

علماء کرام نے ایک متفقہ فتوے کی بنیاد پر سوشلزم کو کفر قرار دیا ہے۔ آپ کے نزدیک اس فتوے کی فقہی اور دینی پوزیشن کیا ہے۔؟

جواب

علماء کرام کے اس فتوے کی فقہی اور دینی پوزیشن بہت مضبوط ہے اور انہوں نے سوشلزم کے نظریات کے پیش نظر اسے الگ مذہب سمجھتے ہوئے یہ فتوے جاری کیا ہے۔ یہاں میں اس بات کی وضاحت کر دوں

کہ یہ صرف ۱۱۳ علماء کرام کا فتویٰ نہیں ہے بلکہ اسے مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کی حمایت حاصل ہے۔

سوال

جمعیت اہل حدیث نے اسلامی نظام کے احیاء کے لیے بیشتر سیاسی تحریکوں میں بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ کیا موجودہ سیاسی و معاشی حالات میں آپ اسلامی نظام کے قیام کے لیے کوئی واضح لائحہ عمل رکھتے ہیں؟

جواب

اہل حدیث نے اسلامی نظام کے احیاء اور نفاذ کے لیے برصغیر کی تاریخ میں نہ صرف لاتعداد اور بے شمار خدمات انجام دی ہیں بلکہ بے پناہ قربانیاں بھی دی ہیں۔ ہم اپنے ماضی کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اس مقصد کے لیے آئندہ بھی کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ رہ گئی بات لائحہ عمل کی، تو جمعیت نے اس کا اظہار اپنے منشور میں کر دیا ہے۔ اس کے اہم ترین نکات یہ ہیں کہ غربت کے خاتمے کے لیے ملک میں ایک موثر تحریک چلائی جائے۔ معاشرے سے بے کار اور راندے ہوئے افراد کے لیے مراکز قائم کیے جائیں جن میں ان کی معاش اور روزگار کا بندوبست ہو تعلیم عام اور مفت کی جائے۔ علاج معالجہ اور رہائش کی سہولتیں فراہم کی جائیں۔

سوال

آپ پاکستان میں اسلام پسند جماعتوں کے متحدہ محاذ کے قیام کے لیے سرگرم رہے ہیں۔ آپ کے نزدیک اب محاذ کے قیام کی راہ میں کیا دشواریاں ہیں؟

جواب

میں سمجھتا ہوں کہ اب محاذ کے قیام کی راہ میں کوئی دشواری باقی نہیں رہی۔ ذہنی طور پر اس اتحاد کا وجود عمل میں آچکا ہے اور اسے عملی صورت دینے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ذہنی ہم آہنگی کے بعد اسے عملی قالب میں ڈھالنے کے لیے اب کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ایثار و قربانی کے جذبے سے کام لیا جائے اور جماعتی مفادات سے قدرے بلند ہو کر اسلامی قدروں کے فروغ اور اسلامی نظام کی راہ ہموار کرنے کی مشترکہ جدوجہد کی جائے۔ اس مقصد کے لیے اگر کسی جماعت کو خسارہ بھی برداشت کرنا پڑے تو اس کے لیے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ اس اتحاد کا عملی طور پر وجود پذیر ہونا اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس سے عوام میں ایک خوشگوار اور موثر ردعمل ہوگا اور وہ آئندہ انتخابات میں لادینی طاقتوں کا مقابلہ کر سکیں گے۔

سوال

اسلام پسند جماعتوں سے آپ کی کیا مراد ہے؟

جواب

میرے نزدیک اسلام پسندی کی اصطلاح اپنے اندکوئی معنی نہیں رکھتی۔ اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ جماعتیں اسلام کو صرف پسند کرتی ہیں۔ اسلام پر عمل کرنے کے معاملہ میں قطعی آزاد ہیں۔ میرے نزدیک وہ جماعتیں جو اس ملک میں قرآن وسنت پر مبنی نظام کی خواہاں ہیں ان کے لیے صحیح نام اسلامی جماعتیں ہیں۔ اسلام پسند جماعتیں ہرگز نہیں۔ یہاں میں یہ بھی کہہ دوں کہ وہ جماعت جو آج بظاہر قرآن وسنت کے نظام کے نفاذ کی دعویدار ہے۔ اسلامی جماعت نہیں کہلا سکتی۔ اسلامی جماعت کی بنیادی پہچان یہ ہے کہ اس کی انفرادی اور اجتماعی صورت اسلامی ڈھانچے میں ڈھلی ہوئی ہو اور اس کے قول وفعل میں تضاد نہ ہو۔

سوال

کیا جدید علوم اور ملک کے نظم ونسق کا تجربہ حاصل کیے بغیر علمائے کرام سیاست میں کوئی مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں؟

جواب

ظاہری بات ہے کہ سیاست میں مؤثر کردار ادا کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ علماء ان جدید علوم اور مسائل سے ضرور آگاہ ہوں جو نظام حکومت چلانے کے لیے ضروری ہیں۔

اسلامی بلاک

سوال

بیشتر عرب ممالک میں سوشلزم کی تحریکوں کو غلبہ حاصل ہوگیا ہے۔ ان حالات میں بین الاسلامی بلاک کے قیام کے کیا امکانات ہیں؟

جواب

پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ عرب ممالک میں سوشلزم کیوں اور کیسے آیا تاکہ ان محرکات اور اسباب کی روشنی میں ہم اپنے ملک میں اس سیلاب کی آمد سے پہلے بند باندھ سکیں۔ سب سے بڑی وجہ جو عرب ممالک میں

سوشلزم کی آمد کا باعث بنی وہ عربوں کی اسلام سے دوری، دین سے ناواقفیت، مغربی تہذیب کے فروغ اور اس کی بے محابہ تقلید ہے۔ اس لیے کہ جب بھی کسی قوم میں ان کی دینی قدریں کمزور پڑجاتی ہیں وہاں الحاد اور کفر کی برائیاں بہت تیزی سے جڑ پکڑ لیتی ہیں۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ برطانیہ اور فرانس کی صورت میں مغربی استعمار نے جوان عرب ممالک پر مدت تک قابض رہا ہے۔ سوشلزم کی راہ ہموار کرنے میں موثر کردار ادا کیا۔ ان استعماری طاقتوں نے اپنے مفادات کی حفاظت کے لیے استحصالیوں کے ایک گروہ کو جنم دیا، پروان چڑھایا اور پھر پوری عرب قوم پر اسے مسلط کر دیا۔ جب تک اس خطہ پر مغربی استعمار رہا یہ طبقہ اپنے آپ کو محفوظ و مامون سمجھتا رہا مگر استعمار ہی کے رخصت ہونے پر اس نے محسوس کیا کہ وہ اپنی پناہ گاہ سے محروم ہو گیا ہے اور یقیناً عوام ان سے اقتصاب کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ چنانچہ اپنی حفاظت کے لیے اس طبقے نے نئی چال چلی اور اپنے ملک کے اندر ایسے افراد کی پشت پناہی کی جو حکومت اور فوج میں خاصا رسوخ رکھتے تھے ان افراد کی حمایت سے استحصالیوں کے طبقے نے عوام کو منتقل والے اقتدار کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کر دیں اور جب عوام نے ان رکاوٹوں کو دور کرنا چاہا تو امرا اور عمال حکومت کے اس طبقے نے اپنے پرانے مربیوں سے مدد چاہی۔ فرانس اور برطانیہ اس پوزیشن میں نہیں تھے کہ وہ ان کی مدد کو آتے چنانچہ اس طبقہ نے کمیونسٹ بلاک کی طرف رجوع کیا اور ان کی مادی اور عملی امداد سے اپنے ملکوں میں عوام دشمن انقلاب برپا کر دیئے اور اس طرح عوام ان کی حاکمیت اور اقتدار کے حقوق چھین لیے۔ اس طرح عرب ملکوں کے نظم و نسق پر عملاً اشتراکیت کو غلبہ حاصل ہو گیا۔

رہ گیا سوال یہ کہ ان حالات میں بین الاسلامی بلاک کے کیا امکانات ہیں تو میں عرض کروں گا کہ عرب ممالک میں جتنے بھی سوشلسٹ انقلاب آئے ہیں انہیں عوام کی تائید و حمایت حاصل نہیں تھی بلکہ عوام کے حقوق غصب کر کے جبراً اقتدار پر قبضہ کیا گیا ہے اور آج اسی غصب اور سلب کی پالیسی پر عمل کیا جا رہا ہے۔ اس لیے اقتدار پر قابض ٹولے کو اسلامی بلاک میں شامل کرنے سے کوئی مفید نتائج برآمد نہیں ہو سکتے اور کمیونسٹ نظام سے اپنی سیاسی وابستگی کی وجہ سے وہ اسلامی بلاک میں شامل ہونا پسند بھی نہیں کریں گے۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ ان سوشلسٹ عرب ممالک کے مسلمان عوام اپنے حکمرانوں کو جلد یا بدیر اس بات پر مجبور کر دیں گے کہ وہ اسلامی بلاک میں شامل ہوں۔ کیونکہ ان کے مسائل اس وقت تک حل نہیں ہو سکتے جب تک انہیں اسلامی ممالک کی تائید و حمایت حاصل نہیں ہو گی۔